16 P
2704

राष्ट्रीय अभिलेखागार पुस्तकालय
NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
भारत सरकार
Government of India
नई दिल्ली
New Delhi
1622/10171
आह्वानांक Call No.
अवाप्ति सं० Acc. No. 2704

NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
No 2704
Date 1.3.72
GOVT. OF INDIA

یکم نومبر

غدر پارٹی کی سالگرہ

یگانتر آشرم میں تیار ہو
کر ہندوستان غدر پریس میں شائع ہوا۔

تمام خط و کتابت ذیل کے پتے پر ہونے چاہیئں:

The Editor "Hindustan Gadar"
5- Wood Street
San Francisco, Calif.
Telephone: West- 7491 U.S.A.

شہیدانِ وطن کی نذر

یہ پمفلٹ ان شہیدوں کو ارپن کیا جاتی ہے۔ جنہوں نے دیس کی خاطر اپنی جانِ شیریں قربان کردی۔ جو اپنے خون اور ہڈیوں سے اس پارٹی کی بنیاد رکھ گئے ہیں اور مضبوط کر گئے ہیں۔ جن کا یقین اپنے دیس کی آزادی میں نہ ہٹنے والا تھا۔ جنہوں نے اپنے رشتہ داروں کی محبت سے موڑ کر دیس کو سب سے زیادہ پیارا سمجھا۔

فہرست مضامین:

غدر کا پہلا پرچہ — صفحہ ۳

غدر پارٹی کی سالگرہ — صفحہ ۱۲

ہو میں انگریزی تہذیب کی مثال — صفحہ ۱۹

پنجابی نظم — صفحہ ۳۰

891.43
Gur 116
(P)

یکم نومبر

غدر پارٹی کی سالگرہ

"غدر" کا پہلا پرچہ

یکم نومبر ۱۹۱۳ء

ہمارا نام ، ہمارا کام - آج پہلی نومبر ۱۹۱۳ء کو ہندوستان کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوتا ہے ۔ کیونکہ آج انگریزی راج کے برخلاف غیر ملکوں میں دیس کی زبان میں جنگ شروع ہوتی ہے ۔ آج کا دن مبارک ہے ۔ کہ انگریزی راج کی جڑ اکھاڑنے والا لفظ غدر اردو اور گورمکھی میں اس اخبار پر نمودار ہوتا ہے ۔ گھر سے دس ہزار میل دور پردیس میں اس اخبار کا چھپنا ایک ایسا واقعہ ہے ۔ کہ اس پر غور کرنے سے دل خوشی کی لہروں میں اچھلنے لگتا ہے ۔

آج ہندوستان کی قسمت بدل رہی ہے ۔ کہ نئی امیدوں اور نئے ولولوں کا زمانہ آگیا ہے ۔ آج نوجوانوں کے پژمردہ دلوں میں جوش و ہمت کا چھینٹا دیکر ان میں نئی جان ڈال دی ہے ۔ آج قلم کی طاقت

سے انگریزی راج پر گولہ باری ہوتی ہے ۔ جو کہ اسکو ملیا میٹ کر کے بغیر نہ رہیگی ۔ آج ہندی بھائیوں کو جہالت اور غلامی سے نکالنے کیلئے ایک نیا ہتھیار گھڑا گیا ہے ۔ جس سے گورنمنٹ کا خون خشک ہوتا ہے ۔ آج وہ کام کیا گیا ہے ۔ جس کی دھوم عام دنیا میں جلد ہی مچ جاویگی ۔ جس کا ذکر فخر شکر اور خوشی کے ساتھ ہمارے بچے اور پوتے کیا کرینگے +

ہمارا نام کیا ہے ۔ غدر ۔ ہمارا کام کیا ہے ۔ غدر ۔ نام اور کام یکساں ہے ۔ شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے ۔ سوال سے پہلے جواب حاضر ہے ۔ غدر کی کیا ضرورت ہے ۔ کہاں یہ غدر ہوگا ۔ کیونکر ہوگا ۔ کب ہوگا + لیجیے سارا بھید بتا دیتے ہیں ۔ ہمت ہے تو سن لو ۔ نہیں تو پھر بھاگ جاؤ +

کہاں غدر مچیگا؟ ہندوستان میں ۔ کب مچیگا؟

چند سال میں ۔ کیوں مچیگا؟ کیونکہ اب انگریزی راج ظلم و ستم سے خلقت تنگ آگئی ہے ۔ اور آزادی کیلئے لڑنے کو تیار ہے ۔ اس غدر کی تیاری کرنا ہر ایک ہندوستانی کا فرض ہے +

ڈیڑھ سو برس سے انگریز اپنا راج جما رہے ہیں ۔ آہستہ آہستہ ۔ بنگال ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ پنجاب بہت حد دبا لئے ہیں ریاستوں میں بھی اپنا دخل دیا ہے ۔ اور ہر طرح انکو کمزور کرتے جاتے ہیں ۔ صرف نیپال بھوٹان ان کے چنگل سے بچے ہوئے ہیں اب وقت آگیا ہے ۔ کہ اس بڑھتی ہوئی آگ کو بجھایا جاوے ۔ اس پلیگ کا انسداد کیا جاوے ۔ اس بد ذات ۔ بد معاش

بدکار - بدکردار گورنمنٹ کو برباد کر کے تہذیب کے اصولوں کے موجب
آزادی - امن - صحت - تعلیم اور ترقی کا انتظام کیا جاوے - انگریزی
راج قوم کیلئے ناسور ہے - جہاں انگریزی جھنڈے کا منحوس سایہ پڑتا
ہے - وہاں سے خوشی فوراً بھاگ جاتی ہے - ہر شخص کا دل دھڑ
کنے لگتا ہے - وہاں ایک سبز پتہ باقی نہیں رہتا - جس ملک
میں ان لیٹروں کے قافلہ نے ڈیرہ جمایا ہے - وہاں جلدی قحط -
وبا نمودار ہو جاتے ہیں - جن قوموں کے برے دن آتے ہیں -
وہ دوسری قوموں کے ماتحت ہو جاتی ہیں - پھر ان پر طرح طرح
کی آفتیں نازل ہوتی ہیں - ہندوستان کو آجکل اس موذی کا
منہ سامنا کرنا ہے - اس کشتی میں جیت ہو - تو ملک کی
ترقی کے جھنڈے اٹھائے جا سکتے ہیں +

سنہ ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے لوگوں نے سوچ وچار
کر کے یہ فیصلہ کیا - کہ انگریزی راج کو ہٹا کر اپنا قومی راج قائم کیا جائے -
ہندو مسلمان راجا پرجا سب اس کام میں شامل ہو گئے - مئی
سنہ ۱۸۵۷ء میں یہ غدر شروع ہوا - جس کے نام ہی سے اب
بھی انگریز کانپتے ہیں - اس لڑائی میں ہندوستانی سوبیروں
نے وہ جوہر دکھلائے - کہ تاریخ کی انگلی پر اب تک سونے
ہیرے کی انگوٹھی کی طرح چمکتے ہیں - مگر پورا اتفاق نہ ہونے
کی وجہ سے وہ وار خالی گیا - پھر بھی ظالم کو ایسا سبق مل گیا
کہ ہندوستان میں جان باقی ہے - اگر سنہ ۱۸۵۷ء میں غدر
نہ ہوتا - تو انگریز ساری ریاستوں کو ہڑپ کر جاتے -

اور عیسائی مذہب پھیلانے کی پوری کوشش کرتے۔ اس جنگ نے ان خرابیوں سے ملک کو بچا دیا۔ گو انگریزی راج بالکل برباد نہ ہوا۔ تاہم اس کے پر کٹ گئے۔ سانپ مرا تو نہیں آدھ موا تو ہو گیا۔

پندرہ برس بعد بابا رام سنگھ نے لوگوں کو تیار کیا۔ کہ انگریزی راج کی جڑ کاٹی جائے۔ لوگوں نے انگریزی نوکری کو پاپ سمجھا۔ اور سب کو بغاوت کا اپدیش کیا۔ آخر ۱۸۷۲ء میں انہوں نے کھلم کھلا لڑائی کی۔ مگر سوئے گھر میں ایک جاگتا بھائی چوروں سے کس طرح لڑ سکتا ہے۔ سو ڈیڑھ سو کے مرد اور بچے توپ کے منہ سے اڑائے گئے۔ اور سب ہندو جو مرد دیکھتے ہی رہے۔

اب پھر ۱۹۰۵ء سے وہی کام جاری کیا گیا ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے یہاں پرشوں اور بہادروں نے اپنی جان قربان کی اب تمام ملک میں بڑی تحریک قائم کی گئی ہے۔ دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اس تحریک نے ایسا اتفاق استقلال اور جوش پیدا کیا ہے۔ کہ تمام دنیا اس کی تعریف میں حیران ہے۔ اس تحریک میں بڑے بڑے ودوان اور دھرماتما شامل ہیں۔ جن کے نام ہندوستان کی تاریخ میں موتیوں کی طرح پروئے جائیں گے۔ اس تحریک کا یہ مقصد ہے۔ کہ ہندوستان میں ایک بڑا غدر کر کے انگریزی راج کو گھن کھائے ہوئے درخت کی طرح اکھاڑ کر برباد کر دیا جائے اور اپنا قومی راج قائم کر کے پرجا سکھ سے رہے۔

یہ بات تو ٹھیک ہے مگر کہاں ہندوستان اور کہاں سانفرانسسکو۔ یہ تو بتایئے یہاں غدر کیونکر آتا ہے؟ اور یہاں اخبار

لکھنے کی کیوں سوجھی؟

سنیئے! ہندوستان میں سنہ ۱۹۰۵ء سے وہ زبردست تحریک شروع ہوئی - کہ تین سال میں انگریز خوف سے تھرتھرانے لگے - پہلے سب شہروں میں سودیشی کا پرچار ہوا - سب نے ولائتی مال خریدنے سے انکار کیا - اور دیسی کپڑے کا استعمال شروع ہوا - اس سے انگریزی سوداگروں کو بہت نقصان پہنچا - سودیشی بھگتی کا خیال کونے کونے میں پھیل گیا - پھر سنہ ۱۹۰۷ء میں پنجاب میں اجیت سنگھ و لاجپت رائے نے لائلپور ضلع میں مالیانہ بڑھانے کے خلاف زور شور سے جلسے شروع کئے - زمیندار لوگ لٹھ لیکر لاہور آ گئے - فوج بھی بگڑنے لگی - تب پنجاب گورنمنٹ نے اجیت سنگھ و لاجپت رائے کو یکایک پکڑ کر جلاوطن کر دیا - اور لگان نہ بڑھایا - اس فتح کے بعد بنگال میں قومی کالج قائم کئے گئے - تاکہ سرکاری مدرسوں کے زہریلے اثر سے بچوں کو بچایا جائے - ہر ضلع میں قومی مدرسے جاری کئے گئے +

جنوبی افریقہ میں ہندیوں نے ڈنکا کر کے صاف کہدیا - کہ ہم بے عزت قوم کی طرح رہنا گوارا نہ کرینگے - اور قانون کو نہ ماننے کی بجائے ہزاروں آدمی قید خانہ میں چلے گئے - آخر میں وہاں سے بھی انگریزوں کو ہاتھ کھینچنا پڑا +

بعد ازاں بنگال کے سپوت ہیم چندر داس نے پیرس میں جا کر بم بنانے کا ہنر سیکھا - کلکتہ واپس آ کر کارخانہ بم جاری کیا - اور دوسرے نوجوانوں کو سکھانا شروع کیا - ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۸ء میں مظفرپور بنگال میں پہلا بم چلا - اس بم کی آواز سے انگریزی گورنمنٹ کے ہوش خطا ہو گئے - لگی سب کو پکڑنے دھکڑنے + چھاپہ لیا تھا - دیس کے اندر ہر قسم کا پرچار بند ہو گیا -

سب اخبار ضبط کر لئے۔ ایڈیٹروں کو کالے پانی بھیج دیا گیا۔ لیکچراروں کو قید کر دی گئی۔ بال گنگادھر تلک مہاراج کو اس بڑھاپے میں چھ سال کی قید کیگئی۔ مہاتما اروبندو گھوش پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور ایک سال حوالات میں رکھے۔ لاہور میں ایک بنس گوپال نامی نوجوان کو سات سال کالے پانی دیا گیا۔ اسی طرح ظلم کے سونٹے سے ہندوستانیوں کو خاموش کرنیکی کوشش کیگئی۔ ملک کے اندر کوئی آواز انگریزی راج کے برخلاف اٹھانیکی کسی کو ہمت باقی نہ رہی۔ خاموشی اور پریشانی کا سماں بندھ گیا۔ انگریزوں نے سمجھا کہ اب یہ آگ بجھ گئی۔

مگر ظالم ہمیشہ غلطی کرتا ہے۔ اسکی ہر ایک چال ایسی پڑتی ہے۔ اسکی ہر ایک قدم بے رائیگاں جاتی ہے۔ اس ہل چل میں چند دلیر بھگت جاسوسوں اور سپاہیوں کے جال کو کود کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے۔ اور گورنمنٹ دیکھتی ہی رہ گئی۔ چنانچہ مہاتما اروبندو گھوش نکل گیا۔ وہ سینکڑوں جاسوسوں کے پنجے میں سے نکلکر فرانسیسی شہر پانڈی چری میں پہنچ گئے۔ جہاں انگریزی راج انکا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ صوفی انبا پرشاد اور اجیت سنگھ فارس روانہ ہو گئے۔ اور یورپ میں حفاظت سے رہتے ہیں۔ پنڈت شیام جی کرشن ورما جو لنڈن میں رہتے تھے۔ وہاں سے بھاگ کر پیرس آ گئے۔ اور اپنا انگریزی اخبار برابر نکالتے رہتے ہیں۔ میڈم کاما پارسی استری نے سوئٹزرلینڈ سے انگریزی اخبار بندے ماترم جاری کیا۔ جو ہر ماہ آزادی کا پیغام لاتا رہتا ہے۔ صوفی انبا پرشاد نے فارس میں انگریزوں

کے برخلاف اخبار جاری کیا - اور فارس کے باشندوں کو ہمت دلائی کہ انگریزوں کو اپنے ملک میں داخل نہ ہونے دیں +

اس فوج کا ایک دستہ امریکہ میں آ پہنچا ہے - غلامی کے پنجاب سے بھاگ کر اب کیلیفورنیا دوسرا آزادی کا پنجاب ملا ہے جہاں بھائیوں سے صاف صاف باتیں کر سکتے ہیں - یہاں بھی سب لوگوں میں وہی جوش پایا جو دیش میں ہے - اور ادھر میں آزادی کے ساتھ لیکچر دے سکتے ہیں - اخبار چھاپ سکتے ہیں - سبھا بنا سکتے ہیں - سب کام کر سکتے ہیں - جو دیش میں بند کئے گئے ہیں - اب یہاں سے اس جنگ میں دشمن پر حملہ کرنا ہے - شریر دیش سے دور ہے - مگر دل وطن میں ہے -

غربت میں ہوں اگر ہم رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی دل ہو جہاں ہمارا

اب لڑائی جاری رکھنے کیلئے ضروری ہے - کہ اخبار چلایا جاوے - کتابیں چھاپی جاویں - کتابیں اور اخبار یہاں سب بھائیوں میں پھیلائی جائیں - اور پوشیدہ طور پر دیس بھیجی جائیں - جنمی ہار سنیہے جائیں - دوسری قوموں کی مدد مانگی جائے - اس کام کیلئے ایک سبھا بنائی گئی ہے - جسکا نام پیسفک کوسٹ ہندی سبھا رکھا گیا ہے - پورٹ لینڈ - اسٹوریا - سینٹ جان - برائیڈل ویل - سیکرامنٹو - سٹاکٹن وغیرہ میں اسکی شاخیں ہیں - دیش بھگتوں نے روپیہ دیا ہے - سانفرانسسکو میں یگانتر آشرم قائم کیا گیا ہے - اسی آشرم سے یہ اخبار چھپایا جاویگا -

کتابیں لکھی جاوینگی - نوجوان پرچارک تیار کئے جاوینگے - اور غدر کی تیاری کا کام کیا جاویگا - ایسے ہی آشرم فرانس - جرمنی - اور دوسرے ملکوں میں قایم کئے جاوینگے - تاکہ کسی قسم کا خطرہ نہ ہو - یگانتر آشرم اس بہادر بنگالی اخبار کی یادگار میں رکھا گیا ہے - جو کہ ۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۸ء میں نکلتا تھا - اور بغاوت کا اپدیش کرتا تھا - بند ہونے کے بعد کلکتہ میں اسکی ایک ایک جلد ایک ایک روپیہ کو بکی تھی - یگانتر کے معنی ہیں نیا جگ یعنی آنیوالا جگ +

یہ آشرم نہیں ہے - قلعہ ہے جہاں سے انگریزی راج پر گولہ باری شروع کیجاویگی - یہ اخبار نہیں ہے **توپ** ہے - جسکے نشانہ سے کوئی ظالم بچ کر نہیں جاویگا - یہ اخبار سیاہی سے چھپتا ہے مگر خون جگر سے لکھا جاتا ہے - یہ مضامین نہیں ہیں - یہ سنتوں اور سورمیروں کی بانی ہے - جو بھائیوں کو جگاویگی - یہ پریم سندیسہ ہزاروں میل جاکر دلوں پر اثر کریگا - یہ شبد چڑیوں کو باز بناوینگے - اور لوبھ - موہ ہنکار - ڈر اور موہ کو کھاتا ہے آتما کو صاف کرکے دیس غدر کیلئے تیار کرینگے - جو کہ سب سے مہا یگ ہوگا +

اس اخبار کا کام پریم سے ہوتا ہے - لکھنا - چھاپنا - بھیجنا - سب کام دیش پریمی لوگ کرتے ہیں - کسی کو مزدوری نہیں دی جاتی - اس طرح کفایت سے اخبار چل سکتا ہے - اپنا چھاپہ خرید لیا گیا ہے -

ہندوستان میں کئی لاکھ اردو گورمکھی پڑھنے والے ہیں - انکے لئے فی ہزار اخبار کی بھی نہیں ہیں - ہم تو لاکھوں کی تعداد میں اخبار

دیس میں بھیجنا چاہیئے - ہر بھائی کا فرض ہے کہ اس اخبار کو پڑھے اور پڑھ کر اسے اور لفافہ میں رکھکر اپنے گھر یا دوست کو بھیج دے - سب کے اتفاق سے یہ کام ہو سکتا ہے - اگر چھ مہینے یا سال بھر چل کر یہ اخبار بند ہو گیا - تو تمام ہندوستانیوں کے واسطے شرم کا مقام ہے - اور انگریز خوشی منائینگے - یہاں لکھنے اور چھاپنے والے دیش بھگت موجود ہیں - جنہوں نے اس مہابھارت میں اپنی زندگی ارپن کر رکھی ہے - اب سب ہندی بھائیوں کی ہمت کا سوال ہے - اگر وہ پورے جوش سے اس اخبار کو پھیلا دیں - تو اسی آشرم سے وہ کام ہو سکتا ہے - کہ تاریخ میں یادگار رہے +

آؤ پیارو وقت گذرا جاتا ہے - دیس میں ظلم و مصیبت کی حد ہو گئی جب ساری دنیا تمہارا منہ تکتی ہے - کہ کب یہ جوانمرد اٹھیں - اور کب انگریز کا ستیاناس ہو - تن من دھن سے وطن کی سیوا کرو - اور سب کو یہ اپدیش سناؤ - اور تیار ہو جاؤ - وہ وقت آنیوالا ہے - جب قلم کی جگہ بندوق اور سیاہی کی جگہ خون کام دیگا - بس غدر کیلئے دعا مانگو - بات کرو تو غدر کی - خواب دیکھو تو غدر کے - دھن کماؤ تو غدر کیلئے - ان کھاؤ تو غدر کیلئے - بس غدر کے سپاہی بن جاؤ - بھارت کے سپوتو - سورویرو - گولی چھرا تیار رکھو - جلد میدان جنگ میں ظالم انگریز کی قسمت کا فیصلہ ہوگا - ہندوستان کے سکھ اور عزت کے دن آئینگے +

یکم نومبر

غدر پارٹی کی سالگرہ

آج یکم نومبر سنہ ۱۹۲۰ء ہے - آج ہندوستان غدر پارٹی کی سالگرہ کا دن ہے - ہندوستان غدر پارٹی کب قایم ہوئی تھی؟ - یکم نومبر سنہ ۱۹۱۳ء کو - گویا اس پارٹی کو قایم ہوئے سات سال ہوئے ہیں - اور آج یہ پارٹی اپنے آٹھویں سال میں قدم رکھتی ہے + آٹھ سالہ بچہ بڑا پیارا لگتا ہے - آٹھ سال کا بچہ ہوش پکڑ لیتا ہے - وہ اپنے پرائے میں تمیز کرنی سیکھ جاتا ہے -

آج ہم دیکھتے ہیں - کہ ہندوستان کا ہر فرد و بشر اس آٹھ سالہ بچے کو بڑے پریم و محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے - اور ہندوستانی اپنے اس بچہ پر خاص فخر رکھتے ہیں - کیونکہ یہ بچہ انکی عمر کا سہارا ہے - سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد کسی واحد پارٹی نے ہندوستان کی پولیٹکل لائف میں ایسی نمایاں تبدیلی پیدا نہیں کی - جیسی کہ ہندوستان غدر پارٹی نے - یہ پارٹی غریب محنتی جفاکش اور مظلوم لوگوں کی پارٹی ہے - اس پارٹی کے ممبر اس بات کے نہایت پختگی سے قایل ہیں - کہ ہندوستان میں پرجا راج قایم ہونا چاہیے - اور انکا اپنی پارٹی اور

اسکی کامیابی میں اتنا یقین ہے۔ کہ انکا یہ یقین کوہ ہمالہ سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ ان کے اس یقین کو کوئی شخص یا شخصوں کا کوئی گروہ توڑنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اس پارٹی کے ممبران نے جو کام کئے۔ وہ اب ہندوستان میں لکھے جا رہے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہم ان پوتر روحوں کے کارناموں کو پوری طرح سے قلمبند نہیں کر سکتے۔ وہ روحیں جو اپنے وطن کی آزادی پر پروانہ وار جل گئے۔ وہ ہیں جو اپنے دیس میں سکھ قائم کرنے اور ظلم کو اکھاڑنے کیلئے ہزاروں طرح کے دکھ سہار گئے۔ اور بعض ابھی تک سہار رہے ہیں۔ انکے کارناموں کو لکھنا کار دارد لیکن تاہم ہم یہ معذرت خواہی کر کے اس پارٹی کے متعلق چند الفاظ لکھ دیتے ہیں۔

ہندوستان کی دولت پر تمام لالچی دنیا کی آنکھیں ہمیشہ سے لگی رہی ہیں۔ پندرھویں صدی میں جب ترکوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا۔ اور یورپ کا ایشیا سے تجارت کا راستہ بند کر دیا یا اپنے ہاتھ میں رکھ لیا۔ تو یورپ کی بھوکی قومیں ڈرنے لگیں۔ کہ اگر ہندوستان دیگر ممالک کے ساتھ انکی تجارت بند ہو گئی۔ تو انکی جان کے لالے پڑ جائینگے۔ اسی خیال میں کولمبس جو دراصل ہندوستان کا راستہ تلاش کرنے نکلا تھا امریکہ دریافت کی۔ آخر واسکوڈے گاما بحری راستہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ہندوستان میں ان لوگوں کے منحوس قدم پڑنے شروع ہو گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ تہذیب پر لگا کر اڑ گئی۔ اور دولت غائب ہونی شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ

تجارت کے بہانہ سے ملک پر ہی قبضہ کر لیا گیا۔ جو صریحاً دھوکا تھا۔

جب ہندوستان پر انگریزوں نے اپنا تسلط جما لیا۔ تو پھر جو دل میں آیا کرنے لگے۔ اس بڑھتے ہوئے ظلم کو دیکھ کر غدر ۱۸۵۷ء کے لیڈروں نے ایک بڑی بھاری تیاری کی انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کیلئے کی۔ یہ بڑا انقلاب اگرچہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ مگر تاہم اس غدر سے جبکہ غدر سے کبھی نقصان نہیں ہوا کرتا۔ بڑا بھاری فائدہ ہوا۔ انگریز جو ہندوستان کا ملیامیٹ کرنے کے خیال میں لگے ہوئے تھے۔ ایک دم چونک پڑے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ ہندوستانی ابھی زندہ ہیں۔ اور بالکل مردہ نہیں۔ غدر میں انگریزوں نے چُن چُن کر ہندوستانیوں کو قتل کر ڈالا۔ بوڑھے بچے۔ عورتوں کو توپوں کے منہ سے اُڑا دیا گیا۔ تاکہ ہندوستان کی طاقت کمزور کی جائے اور وہ دوسرا غدر انگریزوں کو نکالنے کیلئے نہ کر سکیں۔ بے شک اس غدر میں ہندوستان کو کمزور کرنے میں انگریزوں نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ اور وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہو گئے تھے۔ مگر ملک میں پھر زندگی کی علامات پائی جانے لگیں۔ اور تلک مہاراج جیسے آزادی کے علمبردار نے ہندوستان میں جنم لیا۔ انکی ساری عمر آزادی کیلئے لڑتے بھڑتے گذر گئی۔ انکی قربانی سے بہت سارے نوجوان ہندوستانی انگریزی ظلم سے جنگ کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ لیکن دوسری طرف انگریزوں نے بھی اپنا ظلم تیز کرنا شروع کر دیا +

بہت سارے ہندوستانی اپنے ملک میں اپنی محنت کا پھل نہ

پاتے ہوئے ڈیکفر اربکہ کینیڈا کو چلے آئے۔ یہاں انہوں نے آزاد ممالک کے خیالات کو بہت جلدی گرہن کر لیا۔ صاحب لوگوں کا ڈر ان کے دل سے جلدی ہی دور ہو گیا۔ وہ کام کرتے ہوئے ہندوستان کا ذکر کرنے لگے۔ ہندوستان کی آزادی انکی روزمرہ کی گفتگو بن گئی۔ یہ خیالات ہندوستان کی آزادی کیلئے نیک شگون تھے۔ اب ضروری تھا کہ اس سے فائدہ بھی اٹھایا جائے۔ اور ان کو ایک جتھا بندی کی لڑی میں پرو دیا جائے۔ تاکہ انکی متحدہ طاقتوں سے ہندوستان میں انگریزی راج تباہ اور اسکی جگہ پرجا راج قایم کیا جائے۔ غدر پرچیوں کو بتلایا گیا۔ کہ ہر ایک ممبر اس پارٹی کا کوئی نہ کوئی عضو ہے۔ اور اس پارٹی کو زندہ رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ سارے عضو قایم رہیں۔ پس یکم نومبر ۱۹۱۳ء کو ہندوستان غدر پارٹی کی بنیاد سانفرانسسکو میں ڈالی گئی۔ انگریزی حلقوں میں ہل چل مچ گئی۔ انگریز سمجھ گئے کہ اس پارٹی کے قایم ہونے سے انگریزوں کے خاتمے کے دنوں کا آغاز ہے۔ دنیا کے تمام آزادی پسند حلقوں میں اس پارٹی کو خوش آمدید کہا گیا۔

زیادہ تر اس پارٹی کے ذمہ سوئے ہوئے بھائیوں کو جگانے کا کام تھا۔ یعنی پرچار اسکا فرض اول تھا۔ یہ کوئی محض مشغلہ سدھارک پارٹی نہ تھی۔ اور نہ ہی ہے۔ اسنے پولیٹیکل لائن پر کام کرنا شروع کر دیا۔ بھائیوں تک اپنی آواز پہنچانے کیلئے ضروری تھا۔ کہ اخبار نکالا جائے۔ چنانچہ اسی دن یعنی یکم نومبر ۱۹۱۳ء سے ہی اخبار نکلنا شروع ہو گیا۔ پہلے پہل اردو زبان میں شائع ہوتا

شروع ہوا۔ بعد میں گورمکھی میں۔ جو ابھی تک ان دو زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔ مگر اور بہت ساری زبانوں میں وقتاً فوقتاً بوقت ضرورت نکلتا رہا۔ غدری خیالات کی کتابیں بھی چھپتی رہیں +

اسکے شیر دل ممبران نے ہندوستان میں اپنے خیالات سے انگریزی حلقوں میں ایک آگ سی لگا دی۔ اگرچہ انگریزوں نے انہیں پھانسی پر لٹکا دیا۔ کالے پانی بھیج دیا مگر واہ رے شہیدوں کا خون۔ ایک شہید ہوتا ہے۔ تو ہزار اور پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اب یہ انہی شہیدوں کی محنت کا ثمر ہے۔ کہ ہندوستان اپنی آزادی کیلئے کایا پلٹ چکا ہے +

ہندوستان نے نہایت برے دن دیکھے۔ اب امید ہے۔ کہ بہت جلد سکھ کے دن بھی دیکھے گا۔ ان برے دنوں میں ہم نے نہایت کشٹ سہارے ہیں۔ اگر ہم ان حالات کے نیچے جو انسان پر جان کنی کے وقت طاری ہوتے ہیں۔ خاموش رہتے تھے یا اپنے میں بولنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ تو ہمارے خلاف پرچار کیا جاتا تھا۔ کہ دیکھو ہمارے راج سے ہندوستانی خوش ہیں۔ بڑے امن پسند ہیں۔ اور ساتھ ہی بیوقوف توہم پسند بھی کیا گیا۔ کنگ جارج سے لیکر چھوٹے سے چھوٹا انگریز افسر ان میں ہر دلعزیز ہے۔ گویا انگریز انکے خدا بنے ہوئے ہیں۔ دوسری صورت میں جب ہمارے لوگ ان ظالموں کے خلاف ہلنے جلنے کی شکتی رکھتے ہیں۔ (اور ہمارے خیال میں جو ظلم کے خلاف ایکدم غدر ہونا چاہئے) اور شور و غل مچاتے ہیں۔ تو توپوں سے بھون ڈالا جاتا ہے یہ ہے آزادی اور یہ ہے ڈیموکریسی۔ یہ انصاف۔ جس کے پردے

کے نیچے جنگ یورپ میں لاکھوں انسانوں کے خون کا دریا بہا دیا گیا۔ اور اس آزادی ڈیموکریسی و انصاف کے نام پر خون بہانے والے کون تھے؟ ہمارے جیسے مظلوم۔ ہمارے جیسے جاہل ہمارے جیسے غریب اور ہمارے جیسے دکھی۔

ہم اکثر سنتے ہیں۔ کہ عام انگریز اپنی آزادی کیخاطر ہر طرح کے دکھ سہارنیکو تیار رہتے ہیں۔ گویا وہ اپنی آزادی کیلئے پروانہ وار جل جاتے ہیں۔ مگر وہ ایسے خود غرض ہیں۔ یا بیوقوف ہیں۔ کہ ان کے نام پر مظلوم ملکوں میں جو انگریز حکمران کلاس ظلم کرتی ہے۔ بالکل لاپرواہ ہیں۔ یہ لاپرواہی یہ خود غرضی نہ صرف اس حکمران کلاس کا ستیاناس کریگی۔ بلکہ جس طرح دانہ کے ساتھ گھن بھی پیسا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی عام انگریز حکمران انگریزی کلاس کے ساتھ پیسے جائینگے۔ اگر ان عام انگریزوں نے اپنی حکمران کلاس کا بڑھتا ہوا ظلم نہ روکا۔ تو یہ اپنی ہستی کو خدا حافظ ابھی سے کہدیں۔

پس اے ہندوستان کے مرد و زن بچو۔ تیار ہو جاؤ۔ ایک بڑا ہو تو آیا چاہتا ہے۔ جیسا کہ ایک کہاوت مشہور ہے۔ کہ ایک پروفیسر اور ایک ملاح ایک بیڑی میں دریا سے گذر رہے تھے۔ راستہ میں پروفیسر نے ملاح سے دریافت کیا۔ کہ تم ہسٹری جانتے ہو۔ تو اس نے جواب دیا نہیں تو پروفیسر صاحب نے کہا۔ کہ تمہاری چوتھا ¼ حصہ زندگی فضول گئی۔ پھر پوچھا کہ کیا تم حساب جانتے ہو۔ تو پھر ملاح نے وہی جواب دیا۔ تو پروفیسر نے کہا کہ ½ عمر فضول گئی۔ پھر پوچھا۔ کہ کیا تم تواریخ جانتے ہو تو اس نے کہا کہ نہیں۔ تو پروفیسر صاحب کہنے لگے کہ ¾ عمر یونہی صرف ہو گئی

اتنے میں بیڑی ڈوب چلی - اور جب ملاح و پروفیسر دریا میں غوطے لگانے لگے - تو ملاح نے پروفیسر صاحب سے پوچھا - کہ کیا پروفیسر صاحب تیرنا جانتے ہو - تو پروفیسر نے جواب دیا - نہیں جی - اسپر ملاح نے کہا - تو پروفیسر صاحب آپکی ساری زندگی ہی فضول گئی - اسی طرح اس وقت ہر جو شخص اپنی آزادی کیلئے تیار نہیں - سمجھو کہ اسکی زندگی فضول ہے اسوقت سوائے ہندوستان کی آزادی کے باقی سب ٹیس ٹیس فش ہے آؤ سب اکٹھے ہوکر اپنی متحدہ طاقتوں سے دانائی و ہوشیاری و بہادری سے ظالموں پر ایک بار ہی چوٹ لگائیں - تا کہ اس دنیا کو جو ننگ لوگوں کے رہنے کی جگہ ہے - ان سیرت شیطان لوگوں سے پاک کردیں - اس بڑے پاپی کو پچھاڑنا ایک بڑے ثواب کا کام ہے

(بولو بندے ماترم)

مصر میں انگریزی تہذیب کی مثال

ہندوستان میں عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ دنیا دکھ میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور دکھ میں ہی اوقات بسر کرتی ہے۔ اور دکھ میں ہی پران تیاگ دیتی ہے۔

اگر واقعی یہ بات ساری دنیا پر ٹھیک ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی اسپر اعتراض کرتا ہو۔ تو ہم بھی دکھی دنیا کو زیادہ تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھتے۔ مگر اتنا تو ضرور ہی سمجھیے۔ کہ انگریزی راج جہاں کہیں بھی گیا۔ اپنے ساتھ لوہے کا ہاتھ اور لوہے کی ایڑی لیگیا۔ جو ملک بھی انگریزی راج کے نیچے ہے۔ اپنے متعلق کہیگا۔ کہ وہ بے شمار اور وحشیانہ مظالم برداشت کر رہا ہے۔ ہمارے خیال میں ہر ایک۔ اپنے اپنے نکتہ خیال سے راستی پر ہے۔ اکثر کہا کرتے ہیں۔ کہ جسکو نہ پلا پڑے۔ وہی سکھ میں زندگی بسر کرتا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دراصل سبھی دکھی ہیں ہمیں ہمیشہ یہ شکایت رہی ہے۔ کہ ہندوستان میں انگریزی ظلم کی حد ہی ہو گئی ہے۔ اور اس سے بڑھکر اور کسی ملک میں انگریز ظلم نہیں کرتے۔ لیکن سچ یہ ہے۔ کہ مصر وغیرہ ممالک ہم سے کسی طرح کم مصیبت میں نہیں ہیں۔

آج ہمارے سامنے مصری ڈیلیگیشن کی رپورٹ پڑی ہے۔ جو انگریزی زبان میں لکھی ہوئی ہے۔ ۱۸۰ صفحہ حجم

کی کتاب ہے۔ اور ان ۱۸۰ صفحوں میں دل ہلا دینے والے اور اس زندگی سے بیزار کر دینے والے ان مظالم کو پیش کیا گیا ہے۔ جو انگریزوں نے مصر میں کیئے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم ان ظلموں کا ذکر کریں۔ جو انگریز مصر پر کرتے رہے ہیں۔ اپنے ناظرین کو مصر کے متعلق تھوڑی واقفی دلانی چاہتے ہیں۔

مصر

مصر پہلے پہل ترکی کے ماتحت تھا۔ لیکن ترکی کی محض برہی سی تھی۔ اور مصر اپنے راج کا کاروبار آپ چلاتا تھا۔ مصر ایک نہایت قدیم ملک ہے۔ جو ہندوستان کی طرح پرانی عظمت و تہذیب کا مالک رہ چکا ہے۔ یوں ہی بڑا زرخیز ملک ہے۔ اور جو ملک دھنی ہے۔ وہ انگریزوں کی لالچی آنکھوں سے کیسے بچ سکتا ہے۔ انگریزوں نے ہزارہا طرح کے فریب و داؤ کھیلکر وہاں اپنا رسوخ جما لیا۔ ۱۹۱۴ء میں جب جنگ شروع ہوا اور ترکی جنگ میں انگریزوں کے خلاف شامل ہو گیا۔ تو فرنگیوں نے ایک اعلان کے ذریعے مشتہر کر دیا۔ کہ ترکی کے مصر کے ساتھ جو تعلقات تھے یعنی مصر پر ترکی کا جو سر پرستی تھی۔ وہ منقطع ہو گئے۔ اور ساتھ میں ہی وعدہ کیا۔ کہ "ہم مصر کو پورن آزادی جنگ کے اختتام پر عطا کر دینگے۔" مصری لوگ سمجھے۔ کہ یہ فرنگی جو کچھ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہی اسے پورا کرینگے۔ چنانچہ انگریزوں کے حسب اقرار جنگ کے خاتمہ پر مصریوں نے اپنی آزادی مانگی۔ تو آزادی کی بجائے

گویا نصیب ہوئی - مصری پارلیمنٹ نے اپنا ڈیلیگیشن صلح کی کا[نفرنس]
پر بھیجنا چاہا - تو اس ڈیلیگیشن کو جلا وطن کیا گیا - چنانچہ ہم ذیل
مذکورہ رپورٹ سے لیکر چند ثبوت بہم پہنچاتے ہیں - کہ مصری ڈیگ[یشن]
کے ساتھ ایک نامناسب سلوک کیا گیا +

مصری ڈیلیگیشن جو مصری قوم نے چنے ہیں - اپنے حقوق
میں پیش کرتے ہیں:

مصر اپنی آزادی طلب کرتا ہے:

(ا) کیونکہ یہ (آزادی) قوموں کا قدرتی حقوق ہیں -

(ب) کیونکہ مصر اپنی آزادی کی طلب ہمیشہ کرتا رہا ہے -
اسے اس مانگ پر اپنے بچوں کے خون کا دریا بہانا پڑا -

(ج) کیونکہ جب سے ٹرکی کی سرپرستی مصر پر سے اٹھا دی گ[ئی]
ہے - تب وہ کسی ملک کو ذمہ دار نہیں - یعنی خود مختار ہے -

(د) کیونکہ اب وقت آگیا ہے - کہ مصر اپنی آزادی کا[دعویٰ]
کرے - کیونکہ اسکے مالی و اخلاقی حالتیں ا[س]
بات کی اجازت دیتے ہیں +

۱۱ - جنوری ۱۹۱۹ء کو مصری ڈیلیگیشن نے ذیل کی [...]
مصر میں پردیسیوں کے نام پر شائع کی:

" یہ سچ و انصاف کی صلح اس نفرت کو جو [...]
غلام قوموں کے دلوں میں اپنے فاتحوں کے خلاف
ہوئی ہے غائب کر دیگی +

وہ یقین کرتا ہے۔ کہ انصاف کا وقت سوراج اور دوست ممالک کے لئے آپہنچا ہے۔ کیونکہ کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔ اور امید کیجا سکتی ہے۔ کہ غلامی کا خاتمہ کیا جائیگا۔ ایسی غلامی جو طاقت سے جبر کیگئی نہیں۔ اور ہندی قوموں کے بہائی چارک میں شامل ہو جائیگا۔ اس مرحلہ کو طے کرنے کیلئے ہم نے اپنا ایک ڈیلیگیشن مقرر کیا ہے۔ جس کا پریذیڈنٹ ہونے کا فخر مجھے حاصل ہے۔ اس ڈیلیگیشن کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ واجب اور صلح کے ذریعہ سے اپنی قوم کیلئے آزادی حاصل کر سکے۔

اگرچہ ہمارے مشن میں طرح طرح کی روکاوٹیں ڈالی گئی ہیں۔ یہاں تک کہ ڈیلیگیشن کو پیرس جانے کے لئے پاسپورٹ تک نہیں دیا گیا۔ تاہم ہم ان تکالیف اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے دل شکستہ نہیں ہوئے۔

دستخط پریذیڈنٹ ڈیلیگیشن
سیکرٹری واشنگٹن

ہماری ڈیلیگیشن کے نہایت معقول تجاویز پیش کرنے کے باوجود ہم ان کو مالٹا میں جلاوطن کیا گیا۔ جبکہ ملک میں ایک بڑی بہاری گڑبڑ مچگئی۔ لوگ انگریز نام تک سے نفرت کرنے لگ گئے۔ ریلوے لائن و تار وغیرہ توڑ ڈالی گئیں۔ انگریز تو بہانہ ہی ڈہونڈتے تھے۔ چنانچہ ہم ذیل میں ان بیانات کو جگہ دیتے ہیں۔ جو ہندیوں نے اپنی رپورٹ میں شائع کیے ہیں۔ ناظرین پڑھکر معلوم کریں گے۔ کہ

انگریز کتنے ظالم اور سابقہ جھوٹے اور بکواسی ہیں۔ غدر پریمیوں کو معلوم ہوگا۔ کہ جو وقت مصر میں گڑ بڑ ہو رہی تھی۔ تو اسکے تھوڑا عرصہ بعد ہندوستان میں بھی انگریز شاہی ظلم کے خلاف شور و غل مچا تھا۔ جیسا کہ ۱۳۔ اپریل کو جبکہ ہزاروں نہتے لوگ ان ظلموں کے خلاف امرتسر میں پروٹسٹ کرنے کی غرض سے اکٹھے ہوئے تھے جن کو زولنٹ برڈ کہا جاتا ہے۔ تو جنرل ڈائر نے ہزاروں کی گنتی میں بلا خبر کئے گولی سے ہلاک کر ڈالے۔ اور بعد میں مارشل لاء کا اعلان کر کے ایک گلی میں رینگ کر چلنے کا حکم محض اسلئے دیا تھا۔ کہ ہندوستانیوں نے ایک انگریز عورت کو جس نے زخمی ہندوستانیوں کی مرہم پٹی کرنے سے اور اپنے ہسپتال میں ان کو جگہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ برا بھلا کہا تھا۔ ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ میں ظالم گورنمنٹ کے قائمقام ڈائر نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ اسنے رینگ کر چلنے کا حکم اسلئے دیا تھا۔ کہ ہندوستانیوں نے ایک عورت پر حملہ کیا تھا۔ اور انگریز عورت کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ نیچے لکھے بیانات جو کہ مصریوں اپنی ایک کمیٹی کے روبرو دئے ہیں ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ انگریز مستورات کی کیسی عزت کرتے ہیں:

شہادت نمبر ۱

شام کے وقت جب انگریز سپاہی ہمارے گاؤں میں داخل ہوئے۔ میں نے ان میں سے بہت سارے اپنی گلی میں پھرتے

ہوئے دیکھے۔ آخر میں اپنے مکان میں چلا گیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا۔ اس گھر میں میں اور میری بہن جو ایک کنواری کنیا جس کی عمر ۱۷ سال کی تھی کے سوائے اور کوئی نہ تھا۔ میرے گھر کا دروازہ توڑ ڈالا گیا۔ اور آٹھ انگریز سپاہی داخل ہو گئے۔ دو سپاہیوں نے مجھے پکڑ لیا۔ اور دو نے میری بہن کو۔ اور باقی گھر کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گئے۔ ان کو جو زیورات یا نقدی ملی۔ انہوں نے لوٹ لی۔ میں اگرچہ سپاہیوں کے قابو میں تھا۔ تاہم میں یہ دیکھ سکتا تھا۔ کہ وہ جنہوں نے میری بہن کو پکڑا ہوا تھا اسکے ساتھ کیا کر رہے تھے۔ انہوں نے اسے بیہوش کر کے زمین پر گرا لیا۔ اس نے بہترا شور و غل مچایا۔ اور روک بھی کی۔ اسکے کپڑے اتارے گئے اور وہ بالکل ننگی کر دی گئی۔ ایک سپاہی نے اپنی پتلون اتاری۔ اور باوجود اسکے رونے پیٹنے کے اسکی عصمت بگاڑ دی۔ اسکے بعد دوسرے سپاہی نے جو میری بہن کا سر پکڑے ہوئے تھا۔ اسکے ساتھ زنا بجبر کرنا چاہا۔ میری بہن نے پھر روکا۔ اور بھاگنے کی کوشش کی۔ اسپر اس نے میری بہن کو گولی مار دی۔ جو اسکے سر پر لگ کر اسکی گال میں سے گذر گئی۔ اور بیچاری لڑکی نے اسیوقت جان دیدی۔ اسکی مالا اتار لی گئی۔ اور ہاتھ کی چوڑیں و دیگر مال و متاع لوٹ لیا گیا۔ جب وہ چلے گئے۔ تو میں نے رات باہر گذاری۔ جب میں

واپس گھر آیا۔ تو دیکھا کہ ہمارا گھر جل چکا تھا۔"

شہادت نمبر ۲

جس دن کا یہ ذکر ہے اسدن پندرہ انگریز سپاہی میرے گھر میں داخل ہوئے۔ جہاں کہ میرا بھائی تین عورتیں اور پانچ لڑکے اور میں موجود تھے۔ سپاہیوں نے زیور و نقدی جو ان کو ملا لوٹ لیا گیا۔ عورتیں خوفزدہ ہوکر بالاخانہ پر چڑھ گئیں۔ ہم بھی ان کے پیچھے چلے گئے۔ سپاہی ہمارے گھر کو لوٹنے کے بعد اوپر آ چڑھے۔ انہوں نے نہایت بےشرمی سے ایک عورت پر حملہ کیا۔ اور ان میں سے ایک نے اسکی عصمت پر حملہ کیا۔ دوسرے سپاہی دروازہ پر کھڑے تھے۔ میں نے اندر جانیکی کوشش کی۔ مگر سپاہیوں نے مجھے سنگین کا ڈر دیکر واپس کر دیا۔ اس اثناء میں میرے بھائی بھائی نے چلا کر کہا۔ کہ "ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم یہ نہیں دیکھ سکتے۔ کہ کوئی ہماری عورتوں کی عزت تباہ کرے۔ یہ بالکل ناقابل برداشت ہے" وہ تب ان کی حفاظت میں گیا۔ لیکن فوراً اسپر فائر کیا گیا۔ میں آگے بڑھا۔ اور اپنے بھائی کو اٹھا کر دوسرے ساتھ کے کمرہ میں لیگیا۔ وہ اگلے دن مر گیا۔ سپاہی بہت دیر تک عورتوں کے ساتھ رہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا کہ وہ میری عورت کی عصمت بگاڑ رہے تھے۔

میں خیال کرتا ہوں۔ کہ کوئی عورت اس بے عزتی سے نہیں بچی۔ کیونکہ سپاہی تمام شب یعنی اگلی صبح تک گاؤں میں ہی ٹھہرے۔ جب کہ مرد گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ جو گاؤں میں رہ گئے تھے۔ انہیں یا تو ہلاک کیا گیا۔ یا بے بس۔ اگر تمہیں ایسی عورتیں یا کنواری لڑکیاں ملتی ہیں۔ جنہوں نے اپنی عصمت کی شکایت نہیں کی۔ تو محض اسلئے کہ وہ بدنام ہونے سے ڈرتی ہیں۔ پھر انہوں نے گھر کو آگ لگا دی۔ جو ہم نے ان کے چلے جانے کے بعد بجھائی۔ مگر آدھا گھر جل گیا۔ اسکے بعد ایک اور گروہ داخل ہوا۔ لیکن ان کو وہاں کچھ نہ ملا۔ اور جب انہوں نے مردہ انسان اور عورتوں یہ حالت دیکھی۔ تو وہ وہاں سے چلے گئے۔

شہادت نمبر ۳

اس حادثہ کی صبح کو جبکہ آگ لگی ہوئی تھی۔ چار سپاہیوں نے میرے پڑوسی کے گھر کو توڑنا چاہا۔ جسمیں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر وہ ساتھ والے گھر میں داخل ہوئے۔ اور چھت پر چڑھ گئے۔ جہاں سے وہ اس پہلے گھر میں داخل ہوئے۔ وہاں ان کو گھر کا مالک اور اسکی عورت ملی۔ جس کے پاس ایک سال کا بچہ تھا۔ انہوں نے گھر کی تلاشی لی۔ اور تمام مال و متاع جو انہیں ملا لوٹ لیا گیا۔ میں چونکہ اسکے پڑوس میں رہتا ہوں۔ مجھے بکس توڑنے کی آواز سن سکتی تھی۔ مجھے

اس عورت سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ وہ اور اسکا خاوند لوٹ لیا گیا ہے۔ پھر سپاہیوں نے اسکے ساتھ زنا بجبر کرنا چاہا۔ اور جب اسکے خاوند نے پروٹسٹ کیا۔ ان میں سے ایک نے اسے گولی مار دی۔ اور وہ اگلے روز مر گیا۔ عورت دوسرے کمرہ میں بھاگ گئی۔ لیکن سپاہیوں نے اسکا تعاقب کیا۔ اور باوجود اسکے کہ وہ حمل سے تھی۔ اسے پکڑ لیا۔ اس نے خیال کیا۔ کہ اگر وہ اپنے بچے کو جو کہ اسکے کاندھوں پر تھا دکھلا کر سپاہیوں سے رحم چاہیگی۔ تو شاید وہ اپنی عصمت بچانے میں کامیاب ہو جاوے۔ لیکن جب اس نے اپنے بچوں کو سپاہیوں کی طرف رحم کے لئے بڑھایا۔ تو سپاہیوں نے نہایت بے رحمی سے بچہ کو ہی گولی مار دی۔ گولی بچہ کے داخل پہلو میں لگ کر پار ہو گئی۔ وہ بچہ مرا نہیں۔ اور ابھی تک گاؤں کے ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ سپاہیوں نے گھر کو آگ لگا دی۔ اور آدھا گھر تباہ ہو گیا۔ عورت کل اپنی گواہی دینے آئی تھی۔ لیکن زیادہ درد ہونے کی وجہ سے وہ حاضر نہ ہو سکی +

اس رپورٹ میں اور بہت سارے ایسے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انگریز ماڈرن زمانہ میں سب سے زیادہ وحشی بے رحم و ظالم ہیں۔ اور انسانیت کی دشمنی میں اور کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کیا سکتی

ایک طرف تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انگریز مصر۔ ہندوستان ٹرینیڈاڈ وغیرہ ممالک پر کتنی شدت سے ظلم کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ان ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کے سرغنوں لائڈ جارج بلفور وغیرہ کو صلح کی کانفرنس کی کرسیوں پر ہم بیٹھے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یہ لوگ جو ظلم کرتے تھکتے نہیں۔ بیٹھ جاتے ہیں اور دنیا کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے ذمہ دار خود بخود ہی مقرر ہو جاتے ہیں۔ بھلا ان کو دنیا میں کونسا حق حاصل ہے۔ کہ وہ دوسروں کی مرضی کے خلاف اور ان کی اجازت کے بغیر ہی ان کے متعلق کوئی فیصلہ کر سکیں۔ ہاں ایک ہے اور وہ ہے طاقت۔ جکو توڑنے کے لئے طاقت برتنی پڑیگی۔

ایک طرف تو آزادی۔ برابری۔ انصاف کے الفاظ عام طور پر بڑی اونچی سے یہ لوگ (صلح کی کانفرنس میں حصہ لینے والے) استعمال کرتے رہے۔ اور دوسری طرف انہی تینوں الفاظ کے تباہ کن بھی یہی شخص پائے گئے۔ کیا ولسن یا کلیمنشو وغیرہ جو جرمنی کے بلجیم کی غیر جانبداری توڑنے پر ایڑیاں اٹھا اٹھا کر پرچار کرتے تھے۔ اور جرمنی کو "Huns" وغیرہ الفاظ سے پکارتے تھے۔ انگریزوں کے ان مظالم سے بیخبر تھے؟ ہرگز نہیں۔ ولسن کو تار پر تار دیا گیا۔ کہ ان کے ساتھ ظلم کیا جا رہا ہے۔ ایک تار میں سعید زغلول نے ولسن کو یاد دلایا۔ کہ جب سابق دشمنوں کو آزادی و برابری کے حقوق

عطا کیئے جا رہے ہیں۔ تو کیوں نہایت بے شرمی کے ساتھ ساتھیوں (کیونکہ مصر نے اس جنگ میں انگریزوں کو مدد دی تھی۔ اور ان کے خلاف غدر نہیں کیا تھا) کو ان نعمتوں سے دھکیلا جا رہا ہے۔ ولسن نے اسکا جواب کیا دیا؟ مصر پر انگریزوں کی حکومت منظور کر لی! اور صلح کی اس شرط پر دستخط کر دیئے۔ یہ ڈیمو کریسی اپنی جان کو بار بار رو رہی ہے۔ کہ وہ کن محافظوں کے بس میں آ گئی ہے۔ برابری و آزادی کے ساتھ دوستی کے پردہ میں دشمنی لیگئی۔

مصر کی آزادی کی متعلق ان وعدہ شکن لوگوں نے اقرار کیا۔ مگر مصیبت پڑنے پر یہ دوسروں کے حقوق کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ سوال صرف یہ ہے کہ کسی مناسب موقعہ سے جو لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ان کا حشر کیا ہوتا ہے۔ مصر کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ وہ لوگ جاہل ہیں۔ بیوقوف ہیں جو انگریزوں کے وعدوں پر یقین کر لیتے ہیں۔

مسٹر ولسن کو ان دل ہلا دینے والے حادثات و مظالم سے مصری ڈیلیگیشن نے واقفی دلانی چاہی۔ اور اس سے بات چیت کرنے کے لیئے وقت مانگا۔ تو یہ آزادی کا پیغمبر جواب دیتا ہے۔ "میرے پاس فرصت نہیں۔ میں دیگر کاموں میں مشغول ہوں"۔ بھلا اس سے خود ہی سوال کیا ہو سکتا تھا۔ کہ ایک ملک دوسرے ملک کو تباہ کر رہا ہے۔ اور اسے کہنا تھا۔ کہ وہ انگریز شاہی ظلم سے مصر کو نجات دلائے۔

کیا جنگ یورپ میں جو محض تجارت کی غرض سے چھیڑی گئی تھی۔ شہید ہونے والے لوگ زیادہ رتبہ رکھ سکتے ہیں۔ ان لوگوں کی نسبت جو انگریزوں یا دوسری قوموں کے ایسے مظالم کا خاتمہ کرنے کیلئے قربانی کریں؟

غدر پارٹی کا جنم دن

پنجابی نظم:

تو وچ پھیرا ہو گئے

(۱)

جنم پارٹی دن منا لیئے۔

بکرم ۱۹ ممبروں رکھی بنیاد جس دی:-

بھئی ہند آزاد کرا لئے۔

سٹھ سال پچھے پارٹی قائم ہویاں

ہن اٹھویں سال رکھیا اے۔

جنہاں مجراں دیس بہت جان وارے

قربت انہاں دی دل وچ وسا لیئے۔

کالے پانی جو کجھ سہار رہے

فخر قوم اوہ گلے لگا لیئے۔

جیل خانیاں دے وچ جو کیتی گھالدے

بیتے ویر سو یاد کرا لیئے۔

غدر پارٹی فرض جو ادا کیتا

جو کجھ کیتا اے سب بتا لیئے۔

(۲)

ظلم ہو رہا سی بہت دیس اندر

اکھاں کھولیاں نہ جنتا نے

جا ہند فرنگیاں لٹ پاٹی۔

ساڈی بہت ہی دکھیا بنا سنے

پیسہ کڑھ ولایت بھیجدا سا

سانوں تنگ کیتا دغے دوہناں نے

گئے جونک واگوں پینے رت ساڈی
کیتا تنگ سی دشمناں جاپانیاں نے
ظلم کرن تاں چھڈنہ کوئی پچھے
مار گولیاں جان مکائیاں نے
بچے تڑپدے بھکھ دے نال ساڈے
گیہوں چاول ولائت پہنچائیاں نے
کم اسیں کردے دِنے رات مردے
ساڈے سراں تے موجاں اُنہاں مانیاں نے
ڈکھ ہن ایک بیں گئے جاندے
کیتے وسال تے جو فرنگستانیاں نے
یارو ظلم توں ہوکے تنگ ہُن ۔ (۳)
چھوڑ دیس اور گھر روان ہوئے
ایتھے آ آزادی دی ہوا لگی
ساڈے ولاں فول بھی ارمان ہوئے
کچھ ہوش آئی کچھ سوچ آئی
اسیں ویکھے سبھی ڈکھ نشان ہوئے
دنیا سوچ بچار اخند کردی
ڈکھ سب روان ہندوستان ہوئے
دنیا دے خوشی ہند بیت ڈکھی
اسیں ویکھ کے بہت حیران ہوئے

امریکہ نال مقابلہ کر اپنا

چت اساں دے کن پریشان ہوئے

ایس دیس وچ لوک بہادر ہیندے

نظر اوہنوں ہندی بے جان ہوئے

جھنگ مرض کرویں دور چھیتی

ہندوستانی سی اک زبان ہوئے

(۴) غدر پارٹی امریکہ وچ قائم کیتی

ہندوستان آزاد کراونے نوں

رولی پگڑی کل جہان اندر

ہندی تیار ہن غدر مچاونے نوں

ہندوستان چوں کڈھ فرنگیاں نوں

پرجا راج دی جڑ لگاونے نوں

گھر چھوڑ امریکہ روان ہوئے

ستے دیس نوں جا جگاونے نوں

کم اونہاں نے اوتھے سی بہت کیتا

گھر چھوڑی نہ ہل ہلاونے نوں

مرن مارن نوں سب تیار دِسن

تیار رہیں سن ہتھ اٹھاونے نوں

ایہہ رہیگی پارٹی کام کردی ہند فرنگیاں پاسوں چھڈاونے نوں

دیس اساں دا اساں نے سانبھ لینا کوئی رہی نہ بات چھپاونے نوں

حیدر ہاشم